Registered.

No. L. 89.

نجم اخبار و آفتاب لودیانہ

نمبر (۴۳) — مطبوعہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء بروز جمعہ — جلد (۲۰)

گلدستۂ اخبارات

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی سپرنٹنڈنٹ
پادری ویلیم کلنٹ صاحب۔ پادری ہیوم صاحب
ایڈیٹوریل: پادری عبدالحق صاحب۔ پادری ایس ایل صاحب
پادری ٹھاکر داس صاحب۔ پادری جیل سنگھ صاحب
کارسپانڈنٹس: مسٹر شیخ احمد صاحب۔ مسٹر سمیع اللہ صاحب
پادری کورنر صاحب

عالی جناب بشپ صاحب کلکتہ نے دوران وعظ میں بمقام شملہ مشنری صاحبان کی تعریف دو تحسین نہایت پھڑکتے ہوئے الفاظ میں کی اور فرمایا کہ یہہ غلط ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے یہہ اصول مذہب کے خلاف ہے مشنری صاحبان کبھی اصول سے تجاوز نہیں کرتے۔ نہایت قیمتی خزانے جو ہمارے پاس ہیں ہندوستان کی رعایا کے آگے پیش کرتے ہیں اور رعایا کا فرض ہے کہ منظور کریں یا نہ کریں۔ فرمایا کہ مشن کے لوگوں میں ایسی تعلیمی لیاقتوں کے جید آدمی شامل ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو انکساری فروتنی میں ہندوستان کی بہبودی کے لئے وقف کیا ہے ؛

حضور والیسرائے کا دورہ۔ حضور والیسرائے کی روانگی شملہ سے پانچویں ہوگی اور دہلی۔ بھوپال۔ گوالیار۔ آگرہ۔ لکھنؤ میں ہر جگہ پبلک ہوگی۔ دہلی میں حضور لارڈ کرزن صاحب کمشنر صاحب کے مکان میں ٹھہریں گے اور میونسپلٹی سے ایڈریس حاصل کرینگے اور قلعہ و قطب وغیرہ کی سیر کرینگے ؛

بھوپال میں لال کوٹھی میں ٹھہریں گے اور حضور بیگم صاحبہ سے اور دیگر والیان ریاست سے جو یہاں پر تشریف لاویں گے ملاقات بازدید فرمائیں گے اور امپیریل سروس افواج و بھوپال بٹالین کا معائنہ فرمائیں گے۔ گوالیار میں حضور مہاراجہ سندھیا بہادر بہمراہی ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و رزیڈنٹ صاحب بہادر کے اسٹیشن پر استقبال کریں گے اور حضور لارڈ کرزن یہاں جے بلاس محل میں فروکش ہونگے اور مہاراجہ صاحب سے ملاقاتیں ہونگی اور یہاں بھی امپیریل سروس فوج ملاحظہ کریں گے۔ آگرہ میں ۱۰ دسمبر کو پہنچنا ہے یہاں حضور لفٹنٹ گورنر بہادر استقبال کریں گے۔ میونسپلٹی سے ایڈریس لیں گے اور ۱۲ دسمبر کو دیسی رؤسا سے ملاقات کریں گے اور پبلک انسٹی ٹیوشنوں کو دیکھیں گے اور یہاں سے متھرا بندرابن کی سیر کرکے ۱۵ کو پھر واپس آئینگے اور ۱۱ دسمبر کو آگرہ سے روانہ ہوکر کانپور میں چمڑے کا کارخانہ ملاحظہ فرماکر لکھنؤ میں رونق افروز ہونگے یہاں حضور لفٹنٹ گورنر بہادر معہ کل افسران سول و ملٹری آپ کا استقبال کریں گے۔ اور یہاں قیام گورنمنٹ ہوس میں ہوگا ۱۳ کو لکھنؤ میں دربار ہوگا۔ ۱۵ دسمبر کو روانہ بنارس ہونگے یہاں مہاراجہ صاحب بنارس سے ملاقات ہوگی۔ ۱۸ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہونگے۔ اس سیر کے دوران میں دربار لیوی کہیں نہیں فرمائیں گے ؛

گورنمنٹ انڈیا نے حکم دیدیا ہے کہ جب کبھی کوئی سرکاری عہدہ دار بروئے عدالت فوجداری کسی جرم کا مرتکب پایا جائے تو لازم ہے کہ اس فیصلہ کی ایک نقل اس عہدہ دار کے افسر سررشتہ کے پاس بھیجی جائے تاکہ وہ اس کی نسبت جو کارروائی مناسب سمجھیں فوراً کردیں یہہ نقلیں افسر سررشتہ کو بلا اُجرت بھیجی جاوینگی اور آئندہ کو ریونیو کے فیصلے اور دیوانی کے احکام کی نقلیں بھی افسر سررشتہ کی درخواست پر بلا اُجرت بھیجی جاسکیں گی ؛

جنوبی افریقہ میں نوآبادی کی اپنی فوجوں کے علاوہ پانسو چیدہ جوانوں کی ایک اور فوج شاہی خرچ پر آراستہ کی گئی ہے۔ اس فوج میں وہ پولیس مین بھرتی کئے گئے ہیں جو ٹرنسوال میں سختی اٹھاکر وہاں سے نکل آئے ہیں اور جسمانی طور پر مضبوط اور ہمت و دلاوری میں باحوصلہ ہیں اس فوج پر خاص چیدہ افسر مقرر کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہہ لوگ ملک ٹرنسوال کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں اس لئے امید ہے کہ ناکوں کے توڑنے اور کمزور مقام پر چوٹ مارنے میں یہہ لوگ بہت کارآمد ہونگے ؛

سلطنت آسٹریا کی شاہی اکیڈمی آف سائنس کی طرف سے جو علمی وفد شہاب ثاقب یعنے ستاروں کی بارش کی کیفیت دیکھنے کو ہندوستان میں آیا ہے ۲۳ ماہ حال کو دہلی میں وارد ہوگی اسی جگہ کے گردنواح میں موزون مقام اس نادر تماشا کے دیکھنے کے لئے پسند کیا گیا ہے۔ پہلی نمائش ۱۳ و ۱۴ نومبر کی رات کو ہوگی ؛

سٹوڈنٹس کانفرنس

بیاس

ہم ابھی ابھی بیاس سے لوٹے ہیں اور جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا ہم چاہتے ہیں کہ اُسے ناظرین نورافشاں کے سامنے لائیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ ملکر خداوند کے عجیب کاموں کے لئے جو وہ ہمارے زمانہ میں دکھا رہا ہے اس کی مدح سرائی کریں اور اس کا شکریہ بجا لائیں ؎

لاہور میں کچھ عرصہ سے ہر سال کنونشن اور کانفرنس وغیرہ ہوا کرتی تھی۔ مگر امسال تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایک انوکھا خیال سوجھا اور وہ یہہ کہ کوئی عمدہ جگہہ جو لاہور سے کسی قدر دور ہو چُن لی جائے اور وہاں پنجاب کے طالب علم جس قدر جمع ہو سکیں جمع ہوں اور کانفرنس کی صورت میں جلسے منعقد کئے جائیں۔ واقعی یہہ ایک نرالا خیال تھا اور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جو فوائد کمیٹی کے منتظموں کو مد نظر تھے۔ وہ بکثرت برآمد ہوئے ؎

دریائے بیاس کے کنارہ اور ریلوے سٹیشن کے نزدیک ایک مرتفع جگہہ پر مشن کا ایک خوبصورت بنگلہ اور دیگر عمارات واقع ہیں۔ ڈاکٹر ہنیری کلارک صاحب امرتسری نے بڑی مہربانی سے یہہ تمام مکانات باستثنا چند مکانوں کے کمیٹی کے سپرد کر دئے تاکہ وہ انہیں استعمال میں لائے۔ وقوع مکانات سے ناظرین قیاس کر سکتے ہیں کہ یہہ جگہہ کیسی خوبصورت اور دلاویز ہوگی۔ قلت بارش کی وجہ سے اگرچہ دریا لبالب نہیں تھا تاہم پانی اس قدر موجود تھا کہ بعض نوجوان شام کی عبادت سے فارغ ہو کر کبھی کشتیوں پر جا بیٹھتے اور سبز دریا کے مزے لیتے اور کبھی گہرے پانیوں میں جا کر غوطے لگاتے۔ اور کسی کسی نگہہ کو اشتیاق صید ماہی کا اسیر بھی ماہی گیری میں مصروف ہو جاتا تھا۔ کہیں کہیں سبزہ زار لطافت اپنی رونق دکھاتا تھا مگر بارش کے نہ ہونے کے سبب سے وہ ہری ہری چراگاہیں جو دریاؤں کے ساحلوں پر اور خصوص ان دنوں میں ہوا کرتی ہیں اور جو گذرنے والوں کی آنکھوں کو تراوت بخشتی ہیں کالعدم تھیں ؎

خیر ہمارا منشا اس وقت یہہ نہیں کہ ہم ان قدرتی نظاروں کا نقشہ کھینچیں ہمارا ارادہ یہہ ہے کہ ہم کانفرنس کی کارروائی بیان کریں ؎

اس کانفرنس کے جلسے تین دن تک یعنے ۸ اکتوبر سے ۱۰ اکتوبر تک ہوتے رہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ اور اہم مضامین پر بحث اور تقریریں کی گئیں۔ ایک ایک تقریر عجیب دلپذیر تھی۔ خدا کے ساتھ ساتھ چلنا۔ طالب علموں کی مشکلات۔ کلام اللہ کی تلاوت۔ یسوع مسیح کے لئے شخصی خدمات۔ دنیا میں انجیل کی اشاعت دینا وغیرہ ایسے مضامین ہیں جو ہر مسیحی کی توجہ طلب کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں انہیں ضروری اور اعلیٰ مضامین پر توجہ مبذول کی گئی۔ بولنے والے صاحبان مفصلہ ذیل تھے۔ مسٹر مکالکی۔ مسٹر وائلڈر۔ مسٹر وڈ۔ مسٹر اینڈولن۔ مسٹر سراج الدین۔ مسٹر [illegible] مسٹر سدانند۔ چند و لعل۔ مسٹر ازرٹ میاداس اور مسٹر موہن لعل رلارام ہمارے پاس اتنی جگہہ نہیں کہ ہم ان صاحبان کی تقریروں کا خلاصہ تک بھی درج کریں۔ مگر اتنا کہے بغیر رہ نہیں سکتے کہ ان لوگوں نے ہم کو ہماری امیدوں سے بہت کچھ زیادہ دیا۔ خداوند کا لاکھ لاکھ شکر ہو کہ اس نے تمام دنیا کے جوانوں کے دلوں میں ایک عجیب قسم کا جوش بھر دیا ہے۔ امریکہ اور انگلستان اور سکاٹ لنڈ اور دیگر ممالک کے نوجوان روح پاک کی معموری سے پر نظر آتے ہیں۔ مگر ہمارا دل اس لئے پھولا نہیں سماتا کہ ہندوستان کے بھی نوجوان بھی جو زیور علم و فضل سے آراستہ ہیں اس تحریک عالمگیر میں شامل ہیں۔ مدراس بمبئی اور کلکتہ کے نوجوان اس میں شامل ہیں اور بیاس کی کانفرنس نے ظاہر کر دیا کہ پنجاب کے مسیحی نوجوان بھی پیچھے نہیں جب وہ بڑی سرگرمی اور جوش کے ساتھ یہہ کہتے تھے کہ ہر ایک مسیحی اور ہر ایک نوجوان مسیحی کا فرض ہے کہ وہ اپنے مصلوب خداوند کی خدمت میں مصروف ہو۔ اور اس کی بادشاہت کے پھیلانے میں کوشش کرے جب وہ یہہ بات پیش کرتے تھے کہ مسیحی دنیا کے نوجوانوں کی جو بات آج کل ورد زبان ہو سو یہہ ہے کہ تمام دنیا کو انجیل کی بشارت دی جائے اور جب رقت انگیز آواز کے ساتھ اس کے ضمن میں یہہ یاد دلاتے تھے کہ ہند اور پنجاب کے بشارتی کام کا سر انجام اہل ہند اور اہل پنجاب پر منحصر ہے اور کہ اس کام میں کامیاب ہونے کی امید یسوع مسیح میں پیوند ہونے۔ اور کلام پڑھنے اور دعائیں مانگنے اور روح پاک سے معمور ہونے پر موقوف ہے۔ ہاں جب وہ ایسی ایسی باتیں کہتے تھے۔ تب ہماری آنکھوں کے سامنے پنتی کوست کے دن کا سماں بندھ جاتا تھا۔ اور یوئیل کی نبوت کے الفاظ بار بار آتے تھے "آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح میں سے سب آدمیوں پر ڈالونگا اور تمہارے بیٹے ۔ ۔ ۔ ۔ نبوت کریں گے" گو یہہ وعدہ ایک صورت میں بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔ مگر ہم اسے ایسا محدود نہیں کر سکتے کہ اس سے وہ یہودی جو "بالفعل" کے یہودی ہیں خارج کئے جائیں۔ خلاف جھوٹ [illegible]

جب وہ یہہ کہتا ہو کہ مسیحی مذہب تنزل پر ہو۔ جب تک ان نوجوانوں کے دلوں میں یسوع کی محبت کی آگ شعلہ زن ہو تب تک یہہ امید سرسبز ہو کہ امریکہ و انگلستان اور ہند اور جاپان اور چین الی ساری سرزمین آفتاب صداقت کے نور سے منور ہوگی ؟

سبت کا دن بڑی برکتوں کا دن تھا۔ سچی مسیحی یگانگت اور حقیقی مؤانست کا نمونہ پایوں کہیں کہ ان آنے والے ایام کا جن میں کسی طرح کے اسباب مسیحی یگانگت میں رخنہ اندازی نہیں کرسکیں گے یہہ دن پیشرو تھا صبح کے وقت ایک ہی عبادت میں سب عیسائی شامل ہوئے۔ کاتب الحروف نے اس مضمون پر کہ ہر مسیحی کی زندگی نورانی زندگی ہونی چاہئے چند خیالات عرض کئے۔ بعد میں پادری کے۔ سی۔ چیٹرجی صاحب نے نصیحت آمیز کلمات بیان فرمائے اور پھر عشائے ربانی کی رسم کو ادا کیا۔ اس الہی عشا میں سب حاضرین شامل ہوئے ؟

شام کی عبادت مسٹر کلارک اور مسٹر وڈسی۔ ایم۔ ایس کے پادری صاحبان کے سپرد تھی مقدم الذکر نے عبادت کا پہلا حصہ پورا کیا اور پھر مسٹر وڈ نے ایک نہایت پُر اثر وعظ کیا۔ مختلف ڈینامی نیشن کے لوگ اس وقت بھی حاضر تھے۔ کیا ہی مسیحی ناظرین آپ اس برکت کے لئے خدا کا شکریہ ادا نہیں کریں گے جس عجیب اتحاد کی روح نہ صرف عبادت اور بندگی میں بلکہ دیگر بھی جھلکتی تھی۔ ایک ہی کمرے میں انڈین اور یورپین نوجوان اور بزرگ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اور سوتے تھے۔ ایک ہی دسترخوان پر امریکہ و انگلستان اور سکاٹلینڈ اور ہند کے فرزند ایک خاندان کے ممبروں کی طرح کھاتے پیتے تھے۔ ہم عمر اور ہموطن نوجوانوں کی طرح ٹینس اور دیگر تفریح شادی والے اور بے بیاہے کھیلے مشغول ہوتے تھے۔ غرضیکہ یہہ مسیحی باہمی ارتباط و اختلاط اس آزادگی کا نمونہ تھا جسکی نسبت رسول یہہ کہتا ہو۔ جہاں کہیں خداوند کی روح ہو وہیں آزادگی ہو ؟

ہم اس موقعہ پر ان نوجوانوں کی کارگذاری کو بھی نہیں بھول سکتے جنہوں نے شرکاء کانفرنس کے آرام کا قابل تحسین انتظام کیا۔ ان کی جفاکشی اور تن دہی۔ خاکساری اور فروتنی واقعی تحسین و آفرین کے لائق ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنے بھائیوں کی خدمت اور تواضع میں وہ کام کئے جو وہ کبھی نہ کرسکتے اگر مسیح ان کو خود انکاری اور خاکساری نہ سکھاتا۔ ہم نہایت خوش ہیں کہ اس کانفرنس میں یہہ تجویز قرار پا گئی کہ اس قسم کی کانفرنس کم از کم سال میں ایک بار ضرور ہوا کریں۔ بڑی بات اس کانفرنس کی یہہ تھی کہ اس میں سارے کاروبار کا بوجھ نوجوانوں پر آ پڑا۔ بزرگ اور کانفرنسوں کی طرح تمام وقت بیٹھکر اور سر ہلا کر بزرگوں کی باتیں نہیں سنتے رہے۔ بلکہ اس کانفرنس نے ان کو یہہ موقعہ دیا کہ وہ اوروں کو سنائیں کہ یسوع مسیح نوجوانوں کے دلوں پر کیا اثر کر رہا ہو اور ان کو کیا کچھ کر گذرنے پر آمادہ کرسکتا ہو ؟

ایک اور بات عرض کر کے ختم کریں گے۔ ہمیں اس موقعہ پر صاف معلوم ہوا کہ مسیحی کالج میں اور دیگر کالجوں میں کیا فرق ہو۔ ہمیں فورمن کالج لاہور کی کارروائی ان نوجوانوں کی کارروائی میں صاف دکھائی دیتی تھی۔ بہت لوگ اور شاید کئی مشنری بھی اس قسم کی تعلیمی نسٹی ٹیوشنوں کے مخالف ہیں۔ لیکن جنہوں نے دیکھا انہیں معلوم ہو کہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ وہ باتیں دیکھنے میں نہیں آتی تھیں جو اب فورمن کالج کے مسیحی نوجوان طالبعلموں میں نظر آتی ہیں۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ اگر یہہ کالج اور کچھ نہ کرے۔ صرف اتنا کرے کہ مسیحی طالب علموں کو سچا مسیحی بنا دے تو اسنے بڑا کام کیا۔ ہماری یہہ دعا ہو کہ خداوند ان نوجوانوں کو اپنی روح سے معمور رکھے اور ان کے ذریعہ سے اپنے فضل اور قدرت کے عجائبات دکھلائے۔ آمین ؟

احقـــــــــــــــر

طالب الدین

جناب مولوی صفدر علی صاحب صفدر مرحوم

کی یادگار میں کوئی مستقل یادگار ہونا ضروری ہے

دے کے اعضا کو تشنج کرگئی پرواز روح
آج ٹوٹیں اس قفس کی تیلیاں مدت کے بعد

پیارے بزرگ صفدر مرحوم سات ایک برس ہوئے جب سالگرہ شہر خموشاں کو یہہ کہکر نوٹس دے چکے تھے سہ

یہہ دیکھو قبر میں لٹکائے پاؤں بیٹھے ہیں
بس آیا چاہتے اہل قبور ہم کو بھی لو

ہر مسیحی جو اپنے منجی سے ملا چاہتا ہو اس سے زیادہ اس دنیا میں اور کیا تمنا کرسکتا ہو کہ جلد اس ناپائدار کو چھوڑ کر غیر فانی میں جا بسوں اور اپنے مالک کی حضوری حاصل کروں۔ صفدر ہر وقت اس سفر کے لئے تیار تھے مگر ہم ان دنوں اس غمناک خبر سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ گمان ہی کرسکتے تھے کہ صفدر اس قدر جلد اپنے احباب اور لواحقوں کو چھوڑ کر داغ جدائی دے جائیں گے۔ بزرگ صفدر کی آخری تحریر جو ہم کو موصول ہوئی وہ ۱۳ ستمبر کی تھی گو اس میں



انہوں نے اپنی حالت طبع کا ذکر کیا تھا مگر یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ قریب قریب ہر خط میں اپنی علالت کا ذکر کسی نہ کسی عنوان سے کرتے تھے اُن کی تندرستی عرصہ دس برس سے اپنی حالت اصلی میں نہ تھی۔

سنیچر کی صبح ہم غسل خانہ سے غسل کرکے کپڑے پہنکر اپنی ڈرائنگ روم میں بیٹھکر ایک مہربان کو خط لکھ رہے تھے اس میں کچھ ہنسی اور دل خوش کرنیکی باتیں لکھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ہمارے خدمتگار نے اخبارات اور خطوط جو اسی وقت کی ڈاک میں وصول ہوئے تھے لاکر ہمارے سامنے میز پر رکھدئے ان میں ایک خط سیاہ جدول کے لفافہ میں ملفوف دیکھکر ہمارا ماتھا ٹھنکا۔ ہم لفافہ کو دیکھکر بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ ہمارا بزرگ صفدر چل بسا۔ خط کھولکر دیکھا تو مس سارہ صفدر علی نے خط کو یوں طرح شروع کیا تھا "Our beloved father slept in the Lord on September the 20th at one in the morning, he died a calm & peacefull death."

اس کو پڑھکر تو کچھ صدمہ ہمارے قلب پر ہوا اس کا بیان کرنا قلم کے اختیار میں نہیں اور نہ ہم میں اتنی تاب ہو کہ اپنی اس وقت کی حالت کا فوٹو الفاظ میں کھینچ دیں۔ اور نہ ہم اس وقت صفدر مرحوم کی بابت کوئی مضمون لکھنے کو بیٹھے ہیں۔ فی الحال صرف قطعہ تاریخ اپنی طرف سے اپنے بزرگ صفدر کی یادگار میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قطعہ تاریخ

مولوی و سیدی صفدر علی والا حشم
نامور اور روشن بود چوں مہر با تعظیم و جاہ
دو کہ خوش تقریر و خوش تحریر و خوش تعبیر بود
حیف در روح و تنش امروز جدائی فتاد
کلک شائق زد رقم این مصرعہ سالِ وفات
روح او در قرب روح اللہ شادمان افتاد

ہم کو توی امید ہے کہ صفدر مرحوم کی زندگی کے ہر پہلو کو مسیحی نامہ نگار مدنظر رکھکر مضامین تحریر کریں گے جن کے لئے نور افشاں۔ کشف الحقائق۔ مسیحی کوکب ہند۔ مخزن مسیحی۔ اور کرسچن ٹسینجر وغیرہ مسیحی اخبارات خوشی سے اپنے کالموں کو کچھ عرصہ کے لئے وقف کر دینگے اور ہمارا ارادہ ہے کہ جب یہ کل مضامین شائع ہو جائیں تب اس کے بعد صفدر کے خود لکھے ہوئے حالات جو تعداد روح میں درج ہیں اور جو کچھ خاص حالات ہمارے سینہ میں حالات صفدر سے امانت ہیں اور دوسرے بزرگوں سے کچھ دریافت کرکے ایک دلچسپ تاریخی صفدر مرحوم کی یادگار میں اپنی طرف سے پبلک کی نذر کریں گے۔ پس ہر ایک ماتم مضمون اپنا لکھا ہوا خواہ وہ کسی اخبار میں شائع ہو یا نہ ہو ہم تک پہنچا دینا ہر صاحب کا نام جو کوئی خاص حال صفدر کی زندگی کے متعلق ہم تک پہنچا دیں گے درج سوانح عمری ہوگا۔

اب اپنے عنوان کی طرف میں ناظرین کی توجہ طلب کیا چاہتا ہوں۔ صفدر مرحوم نے دیسی مسیحی قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اپنی قلم سے قدم سے دم سے اور درم سے۔ کیا ہم ان خدمات کی قدر نہ کریں۔ مسلمانوں نے سر سید مرحوم کی وفات پر اُن کی یادگار میں اپنے کالج کو محمڈن یونیورسٹی بنانے کا قصد کیا اور بہت کچھ چندہ جمع بھی کر لیا۔ خدا ان کو اس کارِ خیر میں کامیاب کرے۔ کیا ہم صفدر مرحوم کی یادگار میں دس بیس وظیفے غریب مسیحی طلبا کے لئے مقرر کرنے کی کوشش کریں گے صفدر خدا کے قوم تھا کیا قوم اس کی خدمات کی قدر کرکے اپنی شکرگذاری عملی طور سے ظاہر نہ کریگی۔ اور صفدر اسکالر شپ کی بنیاد ڈالی گئی ہیں اس میں پنجاب ممالک مغربی و شمالی راجپوتانہ سنٹرل انڈیا کے مسیحی سب کے سب شامل ہوں۔ چونکہ مجھ کو پنجاب کے مسیحیوں سے استفادہ کا زیادہ حق حاصل ہے اس لئے صاحبان ذیل کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر عماد الدین لاہور۔ ڈاکٹر سٹ صاحب رجوڑ وار خان۔ ڈاکٹر ناصر۔ ڈاکٹر عطارد۔ پادری صادق مسیح پادری ق ح جی۔ مسٹر فضل الہی۔ مسٹر واحد۔ وغیرہ وغیرہ صاحبان اپنے اپنے علاقے میں اس بات کی تحریک کریں تاکہ صفدر کی یادگار میں بہت سے غریب عیسائی لڑکوں و لڑکیوں کا بھلا ہو جائے اور اس بزرگ کی قابل قدر خدمات کی داد عملی طور سے دیجائے۔

متاسف

خاکسار احمد شاہ شائق

مشنری صاحبوں نے انڈیا کے کیچڑ کو اکسیر بنا دیا

ناظرین نور افشاں! آپ مجھے خوشامدی خیال نہ کرنا۔ میں صرف ایک نیک نیت اور بے ریا گروہ کی محنت اور جانفشانی کو اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کیا غیر اقوام اور کیا مسیحی جو تو یہ تھا کہ ہر دیسی مشنری صاحبوں کی ہمدردی اور جان نثاری کی داد دیتے اور شکرگذاری بجا لاتے سب کے سب مشنری صاحبوں کے شاکی ہیں۔ جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے یہ شکوہ ہے کوئی کہتا ہے کہ مجھے یہ شکایت ہے۔

کیوں نہ ہو۔ ہندوستان کے لوگ تو اگر وہ خداوند یسوع مسیح

بھی یہاں آتا" سو شیاں کھاتے اور معجزے دیکھتے اور شفا پاتے بھی خدا کے شاکی ہی رہتے ۔

بھلا یہہ تو بتائیں کہ مشنری صاحبوں نے "بجائے اس کے کہ ہر کس و ناکس کو دینی اور دنیوی فایدہ پہنچائیں" کس کا کبھی کچھ چھینا ہے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مشنری صاحبوں نے میری آنکھوں کے دیکھتے ہوئے حسب ذیل مہربانیاں اور شفقتیں کر دکھلائی ہیں ۔

(۱) مشنریوں نے خاکروبوں اور چماروں اور میراثیوں کی اولاد اور نیز لاوارث اور یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے روپیہ سے اعلیٰ تعلیمیں دلا دلا کر معزز صاحب اور جنٹلمین بنا دیا ۔

(۲) شریف اور معزز لوگوں کی بھی جہاں تک ہو سکا بہتری اور بہبودی ہی مد نظر رکھی ۔

(۳) بہت سے جاہلوں کو عالم اور بے خداؤں کو خدا پرست اور بدمعاشوں کو بھلا مانس نیک آدمی بنا دکھایا ۔

(۴) بائبل یعنی خدا کا کلام جو "لعلوں سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے" اس غرض سے مفت سنایا کہ ہر ایک "گنہگار خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر مفت نجات حاصل کر سکے اور گناہ کی نسبت مر کر راستبازی میں زندگی بسر کرے ۔

(۵) ناامیدوں کو امیدوار اور دل شکستوں کو تسلی پذیر بنا دکھایا ۔

(۶) علوم اور تعلیم کی کثرت اور افراط سے انڈیا کی جہالت اور تاریکی کو دور کرنے میں نہایت سعی اور کوشش کی ۔

(۷) شفا خانوں اور دوا خانوں کی کثرت سے ہزارہا لاعلاج مریضوں کی جانیں بچائیں ۔

(۸) قحط سالی کے وقت بارہا قحط زدوں کو مدد دی ۔

(۹) کیا غیر اقوام اور کیا مسیحیوں کی ہمیشہ نیک نیتی سے مال و جان سے امداد کی ۔

(۱۰) ہر ایک قوم اور مذہب اور فرقہ کو ہمیشہ نیک تعلیم دی ۔

پس سچ تو یہہ ہے کہ اگر مضمون کی طوالت کا خیال نہ ہو تو اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے پر میں صرف چار سو الفاظ سے زیادہ نہیں لکھونگا تاکہ پڑھنے والے اکتا نہ جائیں ۔

راقم

نومی ابن شاد

بقیہ

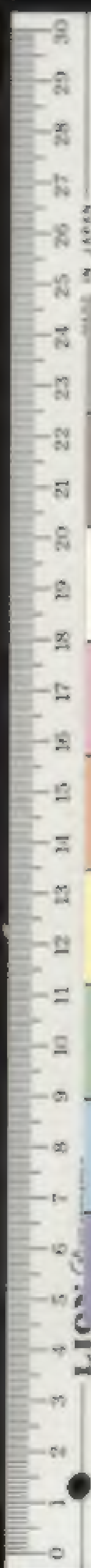
اثبات ناطق

یروشلم شہر کی قطعی بربادی

یوسفس کی کتاب میں مذکور ہے کہ شہر کے چاروں طرف تین تین نہایت مضبوط اور استوار دیواریں تھیں۔ اور یہودی سپاہی شمار میں اپنے دشمنوں سے دہ چند زیادہ تھے۔ ذرہ غور کا مقام ہے کہ ایسی مضبوط دیواروں کا ڈھا دینا کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ آخرکار طیطس بادشاہ نے حکم دیا کہ دیواروں کو بالکل مسمار کر دو اور اس حکم کے بموجب سوا ایک دو حصے کے تمام دیواریں گرا دی گئیں۔ طیطس نے خود اس بربادی پر غور کر کے کہا کہ بیشک اس محاصرہ میں خدا ہم لوگوں کا مددگار رہا ورنہ یہہ انسان کی طاقت سے بعید تھا۔ رومیوں نے اس امید پر کہ کوئی دفینہ ہاتھ آئے تمام مٹی اور ملبے تک سب کو کھدوا ڈالا۔ اور جس قطعہ زمین پر کہ ہیکل آباد تھی ہل چلوا دیا۔ میکاہ نبی کے باب سویم کی آیت ۱۲ کو دیکھو کہ لکھا ہے کہ "اس لئے صیحون تمہارے ہی سبب کھیت کی طرح جوتا جاویگا اور یروشلم تو دہ تودہ بن جاویگا" یہہ پیشین گوئی کیسی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ "ہیکل کے بارے میں ہمارے خداوند نے کہا تھا کہ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے" دیکھو متی کی باب ۲۳ آیت ۳۸ اور یہہ کہہ کے ہیکل کو چھوڑ کر باہر آیا اس کے شاگرد متعجب ہو کر کہنے لگے کہ اے خداوند عمارتوں کو دیکھ انہوں نے سوچا کہ کیا ایسی عمدہ عمارت کہیں گرائی جا سکتی ہے۔ خداوند نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہاں پتھر پر پتھر نہ چھوڑا جائیگا جو گرایا نہ جاوے۔ دیکھو متی باب ۲۴ آیت ۱-۲ ۔

اس ہیکل کی عمارت نہایت استوار تھی۔ بڑے بڑے پتھر اس میں لگائے گئے تھے۔ بعض بعض تو ۵۰ فٹ لمبے ۸ فٹ چوڑے اور ۱۰ فٹ کے اونچے تھے خوبصورتی اس کی شہرہ آفاق تھی دور دور ملکوں میں اس کی رونق اور پاکیزگی کا تذکرہ ہوتا تھا۔ اس بارے میں یہہ گویا مثل کہی جاتی تھی "کہ جس نے ہیکل کو نہ دیکھا گویا اس نے خوبصورتی کو نہ دیکھا" کیا یہہ بات ممکن الفہم تھی کہ رومی فوج ایسی لاثانی و بے نظیر عمارت کا دنیا سے نام و نشان ہی مٹا ڈالے گی۔ بادشاہ طیطس نے بڑی کوشش کی تھی کہ یہہ عمارت پائمال نہ کی جاوے اس کے حکم کے خلاف اس میں آگ لگائی گئی یوں یہہ ہیکل جلکر خاک سیاہ ہو گئی۔

پھر مسیح نے اپنے شاگردوں کی تسلی کی پیشین گوئی کی "بلکہ تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ کیا جائیگا" اور اشارۃً یہہ بھی کہا کہ باوجود شہر کے



محصور ہونے کے مسیحیوں کو بھاگ جانے کا موقعہ ملے گا۔ وہ یہہ کہیں غیر ممکن بات تھی ذرہ مورخ کی تصنیف کو دیکھو کہ کیا کہتا ہے Cestius gallus سسٹیس گالوس شہر کے گھیر لینے کے بعد یکایک ناگہانی سے اپنی فوج کو شہر سے ہٹالے گیا اور محاصرہ چھوڑ دیا۔ اس موقعہ کو بہت لوگوں نے غنیمت جانکر بہت سے یہودی اپنی اپنی جان لیکر شہر سے بھاگ گئے۔ مسیحی تواریخ سے ثابت ہے کہ ایک بھی مسیحی اس شہر کے فتنہ و فساد میں نہ مارا گیا ؛

ششم۔ شہر کے نیست و نابود ہونے کے بعد یہودیوں کی کیفیت۔

۱۔ لکھا ہے کہ وہ تلوار سے قتل کئے گئے اور باقی غلامی میں فروخت کئے گئے۔ شہر کی بربادی سے بیشتر بہت سے یہودیوں نے اپنے تئیں رومی فوج کے ہاتھ میں حوالہ کر دیا۔ رومیوں نے ان کو معہ خاندان کے غلامی کے لئے فروخت کر ڈالا۔ یروشلم کے باشندوں میں سے ایک لاکھ آدمی غلامی میں آئے۔ دوسرے شہر سے چھ ہزار جوان شاہنشاہ نیرو کی خدمت کے لئے بھیجے گئے۔ اور سو ہزار فروخت کئے گئے۔ یوں بیچارے یہودی ملک بملک تتر بتر ہوگئے اور بہتیرے رومیوں کی تماشہ گاہوں میں درندے جانوروں سے ٹکڑے ٹکڑے کروائے گئے۔ آج تک یہہ منحوس قوم مصیبت کی سخت زنجیروں میں گرفتار پڑی ہے ؛

(۲) شہر پر فتویٰ۔ جب تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو یروشلم غیر قوموں سے روندی جاویگی۔ آج تک یہہ شہر غیر قوموں کے قبضہ میں ہے۔ بار بار یہودیوں نے بڑی کوشش کی کہ ان کا عزیز شہر ان کے ہاتھ آئے لیکن ہمیشہ ناکامیاب رہے ؛

سنہ ۱۳۰ء شاہ ہدریان نے شہر کی از سر نو تعمیر کرکے رومیوں کو اس میں آباد کر دیا لیکن یہودیوں کو اجازت نہ تھی کہ اس میں آکر آباد ہوں بلکہ اگر کوئی یہودی اس میں آباد ہو جانے کی جرأت کرتا تو بلا پرسش قتل کیا جاتا تھا۔ دو تین بار یہودیوں نے ملک شہر پر غلبہ کیا لیکن کبھی فتحیاب نہ ہوئے۔

آخر میں جولین مردود نے اس نیت سے کہ اس پیشین گوئی کو باطل کرے حکم دیا کہ یہودی اس شہر کی ہیکل پھر سے تعمیر کریں اور خود بھی ان کی ہر طرح پر امداد کی۔ مورخ گبن Gibbon اس بات کی وجہ کہ بادشاہ اپنے اس ارادہ پر کیوں نہ کامیاب ہوا یوں بیان کرتا ہے کہ بادشاہ نے چاہا کہ موریاہ پہاڑ پر ایک نہایت عمدہ ہیکل دوبارہ تعمیر کی جاوے اور کاہن پھر اپنے اپنے عہدے و منصب پر مامور کئے جاویں ؛

دور دور ملکوں سے یہودی بڑی خوشی اور بڑی گستاخی سے آکر اس کام میں مشغول ہوئے اور مسیحیوں پر طعنہ زنی کرتے اور کہتے تھے کہ مسیح کی پیشین گوئی کیا ہوئی۔ بڑے بڑے یہودی مرد و عورت مثل عام مزدوروں کی بڑی کوشش اور جانفشانی سے کام کرتے تھے لیکن جیسا مسیحیوں کا گمان ہے کہ خدا اس کام میں اپنا الہی ہاتھ درمیان لایا اور یکایک اس کو بند کر دیا۔ زلزلہ گردباد اور آتش فشانی جو جو تعجب خیز بات واقعہ ہوئی ان تمام حادثوں کا ذکر اس وقت کے مورخوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں کیا ہے اور آج تک برائے ثبوت موجود ہیں۔ ایک رومی سپاہی جو اس وقت وہاں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ اس آگ کی تیزی کے سبب سے تمام مزدور اور راج گھبرا کر اپنا کام چھوڑ کر بھاگ گئے اور آخر الامر رفتہ رفتہ تمام کام بند ہو گیا۔ گبن Gibbon کا کہنا ہے کہ اس سپاہی کی شہادت یقین کیلئے تو ہر پہلو سے کافی و وافی ہے لیکن مشکک طبع لوگوں کے لئے از حد تعجب خیز ہے؛

بادشاہ ہدرین نے بعد تعمیر شہر اس کو اپنے ایک دیوتا جوپیٹر کیپیٹو لینوس [illegible] کے نام سے موسوم کیا اور کلوری پہاڑ پر اپنی ایک دیوی کی مورت نصب کروائی۔ اور دروازہ جو بیت لحم کی طرف تھا وہاں یہودیوں کے چڑانے کے لئے سور کی ایک مورت کھدوا دی ؛

سنہ ۶۳۷ء میں یہہ شہر مسلمانوں کے خلیفہ عمر کے قبضہ میں آیا اور چار سو برس سے زیادہ متواتر قابض کیا گیا۔ اور ۱۰۷۳ء میں اس شہر پر ترکوں نے قبضہ کرلیا اور ۱۱۸۷ء میں مصری خدیو صلاح الدین کے قبضہ میں آگیا اور قریب پچاس برس کے یہہ شہر کبھی مسلمانوں اور کبھی مسیحیوں کے قبضہ میں آ جاتا تھا۔ اور ۱۲۴۴ء میں وہ قطعی طور سے پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور اسے موریہ پہاڑ پر جہاں ہیکل تھی اب مسلمانوں کی مسجد موجود ہے۔ جس پر دور سے ایک ہلال جو مسلمانوں کا نشان ہے دکھلائی دیتا ہے اور یہہ مذکورہ بالا کافی ثبوت ہے کہ کیونکر یروشلم غیر قوموں سے پامال کیا گیا۔

اب ہم ہر ایک غیر متعصب شخص سے التماس کرتے ہیں کہ اس شہر یروشلم کی بربادی گویا ایک تواریخی معجزہ تھی۔ اور قوم یہود بھی ایک معجزہ ہے جن کی محافظت ایک خاص طور سے کی گئی۔ اگرچہ وہ تمام دنیا میں منتشر ہو گئے اور سب قوموں میں مل جل گئے تاہم ابھی تک سب سے الگ تھلگ اور علیحدہ قوم بنی ہوئی ہے۔ اور جمیع امورات مذہب کے نہایت پابند اور اپنی ہیکل کے لئے بہت غیرت مند

اور بھیجے جانے سے تعبیر ہونے کے از حد خواہشمند ہیں۔ یہہ حادثہ تمام انسانی عقل قوت کے دریافت سے بعید ہے؂

مسیح کی تعلیم

بقیہ نواں باب

مسیح کی تعلیم راستبازی کی بابت

اب یہہ ایمان جو مسیح سے ہوا کہ خدا سبھوں کا باپ ہے ایک بیحد طاقت کا روحانی مقناطیس ہے جو اپنی کشش سے ہمیں راستبازی کی طرف کھینچتا ہے اور ہم آپ سے آپ خوشی سے راستبازی کے کام اختیار کرتے ہیں۔ اس ایمان کو حاصل کر کے محبت مجبوراً کام کرتی ہے اور محبت رکھنا اس شریعت کا پورا کرنا ہے جس کا خلاصہ مسیح نے پرانے عہد نامہ کی دو آیتوں کا حوالہ دیکر کہا کہ "خدا کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر"۔۔۔۔ "اور" "تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو" (متی ۲۲: ۳۷-۳۹) عہد عتیق کے انبیا اور زبور نویسوں کی تعلیم بیشک بزرگ ہے لیکن کبھی کبھی ان کی تعلیم میں کراہنے کی یا ایمان کی کمی ظاہر ہوتی ہے اور دعا میں وہ مخالفوں کا بدلہ بھی مانگتے ہیں اور بت پرست قوموں کی اخلاقی تعلیم میں اگر سچائی کی عظیم باتیں پائی جاویں تو بھی تنگی اور طرفداری اور تعصب کی باتیں ہمیشہ ساتھ ہی ساتھ رہتی ہیں؂

مسیح کی اخلاقی تعلیم کی فضیلت نہ صرف اس کی راستبازی کی لاثانی اور کامل خیال سے ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ اس Moral Dynamic یعنے روحانی قوت سے بھی جو وہ دیتا ہے اور جس سے ہم راستبازی کے کامل کام کر سکیں؂

مسیح کی راستبازی کی تعلیم کے لئے ہم یہہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ کامل اور آخری ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکی اصلاح یا درست کرنے کی ضرورت ہو وہ اس سے آدمی کی تمیز اور آرزوئیں آسودہ ہو جاتی ہیں۔ جب ہم پہاڑی وعظ یا یوحنا کی انجیل کی آخری گفتگو پڑھتے ہیں ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اگر انسان کی چال اور روح اس نقشہ کے مطابق ہوتی تو وہ کامل طور سے زندگی بسر کرتا اور راستبازی کی ساری برکتیں اس کے ہاتھ آجاتیں۔ اگر ہم دوسری راستبازی ڈھونڈیں جو مسیح کی راستبازی سے کہیں عظیم ہو سکے تو ضرور ہوگا کہ خدا کی طرف سے ایک نیا الہام ہو جو مسیح کے الہام سے عظیم ہو اور ایک نیا نمونہ جو مسیح کے نمونہ سے بڑھکر ہو؂

اگرچہ مسیح کی تعلیم زندگی اور چال کے لئے آخری اور کامل نقشہ اور نمونہ ہے اور اگرچہ ہم اس میں ایسی ترغیب بخش قدرت پا سکتے ہیں تو بھی ہم خاکساری اور افسوس کے ساتھ یہہ اقرار کرتے ہیں کہ مسیح کی کلیسیا اور قوموں میں مسیح کی کامل راستبازی کے استعمال کرنے میں بہت خام خیالی باقی ہے اور لوگ اسکے پورے انجام تک پہنچنے میں بہت سست اور آرام طلب ہیں۔ مسیحی قومیں اخلاقی باتوں میں ترقی کی کوشش کم کرتی ہیں طرح طرح کی برائیاں ان کے درمیان بہت عرصہ تک جاری رہیں جو پچھے مسیحیوں کے لئے نالائق اور بیجا ٹھہرائیں۔ مسیح کی کلیسیا جیسا چاہئے ویسی نہیں ہے ناپاک دنیا میں کلیسیا پاک رہنے کی شہادت دینے میں سست ہے اور خراب دنیا میں جو سب طرح کے خود غرض اور شیخی باز اور سخت دل لوگوں سے بھری ہوئی ہے وہ دلی صفائی اور سچائی اور برادرانہ محبت کے جلیل نمونہ دکھانے میں کم کوشش کرتی ہے؂

لیکن بڑی خوشی کی بات یہہ ہے کہ مسیح کی کلیسیا آج کل اس بات کی زیادہ فکرمند ہو گئی کہ مسیح کی بادشاہت کی راستبازی مسیح کی قوموں اور لوگوں کے بیچ کامل طرح سے ظاہر نہیں ہوئی اور ان کے دلوں میں یہہ خیال آتا ہے کہ اگر ہم اپنا فرض پورا کریں اور مسیح کی راستبازی عمل میں لاویں تو یہہ محبت جو مسیح کی معرفت ہم میں رہتی ہے ساری دنیا کے لوگوں پر غالب ہوگی اور مسیح کی محبت کی تاثیر سے ساری دنیا نئی ہو جائیگی؂

رباعیات

مسیح کی تعلیم سے نئی جہاں کا آشکارا ہے
اشارہ دست ہائے مسیح دو کل کا سہارا ہے
یقین دلا رہی ہے کہ بابا میں سب کچھ ہے
حوالہ دے رہی ہے کہ مسیح حق کا ستارا ہے

محبت ہمیں لازم مسیح کی اور واجب ہے
اشارہ سبق کرتی ہے جو دل سکو مناسب ہے
شرف دیتی ہے بار مسیح کو ہی برادر ہیں
اشارہ سے ظاہر ہے وہ عالم سب پہ غالب ہے

دیگر

مسیح نے سکھیں دنیا کو شفقت اسکو کہتے ہیں
جلایا بیٹا ہو کا محبت اس کو کہتے ہیں

بقیہ

کرم مارگ

موجودہ ہندو مذہب

پھر جو نہیں تھا سو نہیں ہوا۔ اس کے دل میں یہہ خیال ہوتا ہے۔ کہ میں نہیں تھا میں ہوں نہیں۔ میں تھا میں ہوں میں ہوں۔ میں ہونگا۔ انسان اس قسم کی دلیل سے اپنی ماضی اور استقبالی ہستی کو قیاس کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ میرے اس جنم سے بیشتر اور ایک جنم تھا۔ اور موجودہ کے بعد اور ایک جنم ہوگا ؟

سو آواگون کی بڑی دلیلیں تین تھیں (۱) زندگی کی ناکاملیت (۲) انسانی حالات کی ناموافقت (۳) موجودہ ہستی سے ماضی اور استقبال ہستی کا قیاس۔ ہم اگر ایک ایک کر کے ان تینوں دلائل پر غور کریں تو دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک بھی آواگون پر یقین کامل رکھنے کے لئے کافی دلیل نہیں ہے ؟

(۱) زندگی کی ناکاملیت۔ انسان کی زندگی ناکامل ہے میدان زندگی کے ہر ہر مقام پر انسان ٹھوکر کھاتا اور گرتا ہے۔ انسان سے پوری نیکی نہیں ہوتی۔ انسان کا فرض کیا ہے ؟ پوری نیکی کرنا یعنے روپیہ کے پورے سولہ آنے دینے چاہئیں۔ اگر ایک آنہ بھی کم ہو تو زندگی کا پورا مقصد ادا نہیں ہوا۔ اگر زندگی میں ایک بھی گناہ سرزد ہو تو وہ گھائل اور داغی زندگی ہے زندگی میں کتنے فرض ادا نہیں ہوتے اور کتنے جو فرض نہیں اور نہیں ہونے چاہئے تھے وہ ہوتے سو زندگی کے جو فرائض باقی رہ جاتے ان کو پورا کرنے کے لئے اور گناہ کے داغ و زخم پیدا ہوتے جاتے ہیں ان کو کھونے اور راضی کرنے کے لئے اور بھی ایک دو تین ہزار باوجود اسی لاکھ جنم لینے کی ضرورت ہے ؟

یہہ باتیں سننے میں ناگوار نہیں معلوم ہوتیں بلکہ اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اب ہم اس امر کو دریافت کرینگے زندگی ناکامل یعنے لنگڑی زندگی ہے چلنا چاہتا ہوں چل نہیں سکتا ہوں۔ گر جاتا ہوں ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی چلنا شروع کیا تھا لیکن لنگڑے پن کے سبب چل نہیں سکا اس لئے دوبارہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہونا پڑیگا تو پھر چل سکونگا اس کا کیا ثبوت ہے ؟ اگر ماں کے پیٹ میں کوئی معجزانہ طاقت ہو جس سے وہ لنگڑا پن دور ہو سکتا ہو تو بیشک دوسرے جنم میں چل سکونگا۔ لیکن اگر دوسرے جنم میں بھی مجھ کو لنگڑا ہی ہو کر پیدا ہونا پڑا ہے تو چوراسی لاکھ کیا چوراسی کروڑ جنم میں بھی کبھی چل نہیں سکونگا۔ جب تک لنگڑا پن خود دور ہو وے۔ تب تک کیا فقط جنم لینے کا موقعہ دینے ہی سے کوئی چل سکتا ہے ؟ نیکی کر نہیں سکتا کیوں ؟ زندگی میں گناہ کا لنگڑا پن لگا ہوا ہے۔ کیا دوسرے جنم میں گناہ کا مرض جاتا رہیگا۔ اگر جاتا رہے تو بیشک میں کامل انسان ہو سکونگا اور میں کامل نیکی کر سکونگا۔ لیکن دوسرے جنم میں اس گناہ کے مرض کے دور ہونے کا کوئی سبب نظر نہیں آتا ہے۔

معترض کہہ سکتا ہے کہ دوسرے جنم میں نیکی زیادہ کرونگا تو گناہ کٹ جائیگا۔ اچھا یہاں تم نے اس جنم میں پندرہ آنے کی نیکی کی اور ایک آنہ کی بدی کی۔ دوسرے جنم میں تمہاری نیکی اگر سترہ آنہ کی ہو تو بیشک تمہاری ایک آنہ زاید نیکی سے گذشتہ جنم کی ایک آنہ کی بدی کٹ سکتی ہے۔ لیکن کیا کبھی کوئی زاید نیکی کر سکتا ہے۔ تم محدود ہو تمہاری حد سولہ آنہ تک ہے سولہ آنہ سے زیادہ سترہ آنے کی طاقت تم میں نہیں ہے تم اپنی حد سے زیادہ جا ہی نہیں سکتے۔

بس ایک دوسرے جنم میں اگر تم کو موقعہ بھی دیا جائے اور اس جنم میں اپنی زندگی کے سارے فرائض بھی ادا کر چکو تو بھی تم پچھلی زندگی کے باقی ماندہ فرائض کو ادا نہیں کر سکتے کروڑ جنم میں بھی نہیں کر سکتے تم اگر غیر فانی ہمیشہ کی زندگی کا یقین رکھتے ہو تو اس لا انتہا زندگی کے لا انتہا لمحوں کے ہر ایک لمحہ تم کو نیک ہونا فرض ہے۔ اگر اسکا ایک لمحہ بھی تم نے گناہ کر کے کھو دیا ہو تو جب تک تمہارے پاس لا انتہا لمحہ نہ ہو تب تک اس گناہ کے بدلے میں زاید نیکی کرنیکا موقعہ تم کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ سو دوبارہ جنم میں بھی گذشتہ جنم کا گناہ یا بدی دور کرنے کی طاقت انسان میں نہیں ہے۔ جس لمحہ کو ہم گناہ کر کے کھو دیتے ہیں وہ لمحہ خود اور اس کے عوض میں زاید نیا لمحہ ہمارے ہاتھ نہیں لگتا۔ سو اگر نیکی کرنے کی طاقت بھی ہو تو بھی ہم کو اپنی کی ہوئی بدی کے کفارہ کا موقعہ نہیں ملتا اس لئے ان بدیوں کے کفارہ کے لئے محض خدا کے فضل سے معافی حاصل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر خدا خود فضل سے ان بدیوں کا کفارہ کرے اور انہیں معاف کرے تب ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارے پاس ایسی زاید نیکی نہیں ہے جس سے ہماری کی ہوئی بدی کا کفارہ ہو سکے اس لئے آواگون کا ماننا بے فایدہ ہے۔ خدا کے فضل کا مومن ہونے سے ایک ہی جنم کافی ہے ؟

دوئم۔ انسانی حالات کی ناموافقت۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا کوئی دولتمند۔ کوئی غریب۔ کوئی سکھی کوئی دکھی کیوں ہے ؟ پہلے جنم میں جس نے جیسا کیا اس جنم میں اس نے ویسا ہی پایا ہے۔ پہلے جنم کی نیکی اور بدی کے موافق اس جنم میں دکھ یا سکھ ہوا ؟

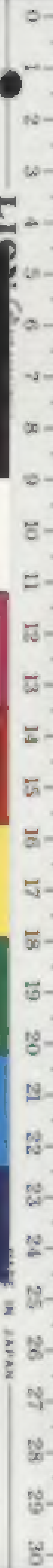
یہہ دلیل بھی نامعقول ہے۔ اگر دنیاوی سُکھ یا دُکھ پہلے جنم کی نیکی یا بدی پر منحصر ہیں تو کہنا پڑتا ہے کہ نیکی کا نتیجہ دُکھ اور بدی کا نتیجہ سُکھ ہے کیونکہ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ وہ جو راہِ راست پر چلتے ہیں ان کو زیادہ دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ پہلے جنم کے گناہ کے سبب سے اگر اس جنم میں دُکھ ملا ہو تو کہنا پڑیگا کہ وہ راست کار جو یہاں دُکھ اُٹھاتے ہیں وہ پہلے جنم میں بد تھے۔ اور ماننا پڑیگا کہ بد ہونے کا نتیجہ دوسرے جنم میں نیک پیدائش ہے یہہ دونوں دلیلیں نقیضین ہی Contradictory ہیں۔ چاہئے تھا کہ پہلے جنم میں جو نیک وہ دوسرے جنم میں بھی نیک ہو۔ اور اس کو آرام اور چین ملے۔ پہلے جنم میں جو بد وہ دوسرے جنم میں بھی بد ہو۔ اور بدی کے عوض میں اس کو دُکھ ملے۔ لیکن جب ایک بدکار کو ہم دنیاوی آرام اور عشرت بھوگتے دیکھتے ہیں۔ تو کیا کہنا چاہئے کہ پہلے جنم میں وہ نیک تھا اور نیکی کے عوض میں بدکار پیدا ہوا اور دنیاوی آرام کا مزہ اُڑا رہا ہے۔ پس آواگون کی دلیل سے انسانی حالات کی ناموافقت کا معمہ حل نہیں ہو سکتا ؎

آواگون والے اس امر میں یہہ بھی کہتے ہیں کہ گناہ کے سبب بار بار جسم کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر گناہ نہ رہے تو جسم کو اختیار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور جنم اور موت سے بری ہو کر مکتی مل جاتی ہے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ جب تم نے جسم کو پہلی مرتبہ اختیار کیا تھا اس وقت کس گناہ کے سبب اختیار کیا تھا۔ پہلے جسم کو اختیار کرنے سے پیشتر ضرور تم پاکیزگی یعنی مکت اوستھا میں تھے۔ اس مکت حالت سے کس طرح جسم میں آئے۔ کیا تم مکت حالت میں بھی گناہ کرتے تھے ؟

اس سوال کا جواب تم نہیں دے سکتے ہو۔ اگر پہلی مرتبہ کا جنم گناہ کا نتیجہ نہیں تو دوسری مرتبہ کا جنم بھی گناہ کا نتیجہ نہیں ہے۔ تیسرا۔ چوتھا۔ ہزار واں۔ چوراسی لاکھواں جنم بھی گناہ کا نتیجہ نہیں ہے گناہ کے نتیجے سے کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ کوئی کبھی گناہ کے نتیجے سے پیدا ہوگا سو گناہ کا نتیجہ ہونے کے لئے آواگون کی کوئی ضرورت نہیں ہے ؎

تو پھر دنیا میں انسانی حالت کی ناموافقت کا کیا سبب ہے۔ اگر پہلے جنم کی نیکی بدی اس کا سبب نہیں تو اس کا پھر اور کیا سبب ہے۔ دنیا میں کیوں ناموافقت ہے۔ اس کا جواب دینا آسان امر نہیں ہے۔ جتنے انسانوں نے اس بات کے جواب دئے ہیں اپنے قیاس سے دئے ہیں۔ ہمارے خیال میں سب سے سیدھا جواب یہہ ہے کہ اس کا سبب اس جہان کا پروردگار اور خالق اور مالک ہی جانتا ہے۔ انسان کی عقل محدود ہے۔ اس سبب سے انسان بہت باتوں کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ مثلاً نیک اور پاک خدا کے راج میں گناہ کی ہستی کہاں سے ہوئی یہہ معمہ اب تک کوئی بھی حل نہیں کر سکا۔ گناہ ایک نافرمانی ہے۔ فرمانبرداری کے تحت میں نافرمانی کیوں ہے۔ ہماری عقل اس بات کو سمجھنے میں قاصر ہے۔ اس لئے ہم اس امر کو عقل سے بالا قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی معاملات ہیں جو انسانی عقل کے دایرہ سے باہر ہیں۔ انسان کے دنیاوی حالات کی ناموافقت انہیں معموں میں سے ہے۔ کوئی آرام پاتا کوئی دُکھ میں ہے۔ ہم نے یہہ دکھلا دیا کہ آواگون اس معمہ کو حل نہیں کر سکتا ؎

پہلے جنم میں جو نیک ہے وہ دوسرے جنم میں بھی نیک دسویں جنم میں بھی علیٰ ہذا القیاس چوراسی لاکھ جنموں تک نیک ہونا چاہئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایک نیکوکار بھی دُکھ پاتا ہے اور بدکار عیش سے گذران کرتا ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ نیکوکار پہلے جنم میں بدکار اور بدکار پہلے جنم میں نیکوکار تھا۔ اگر پہلے جنم نامے کوئی جنم ہوتا تو نیکوکار ہی صرف دوسرے جنم میں نیکوکار ہوتا۔ اور بدکار کبھی دوسرے جنم میں نیکوکار ہو کے پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ ماں کے رحم میں کوئی خوبی نہیں جس سے نیکوکار بدکار بن جاتا اور بدکار نیکوکار بن جاتا ہے۔ سو انسانی حالات کی ناموافقت کے معاملے میں آواگون کی دلیل ناکامل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس امر کو انسانی عقل کامل طور سے نہیں سمجھ سکتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جس حالت میں جس کو پیدا کرنا مناسب ہے خدا نے اس کو اس ہی حالت میں پیدا کیا ہے۔ اس امر میں خدا کو پورا اختیار ہے۔ دنیاوی زندگی ایک آزمائشی زندگی (A life of probation) ہے۔ خدا ہر ایک کو اس کی جگہہ پر رکھکر اس کی جگہہ میں اس کو کامیاب ہونے کو کہتا ہے۔ خدا کا مقرری امتحان دولتمند بھی دے سکتا ہے۔ غریب بھی دے سکتا ہے۔ جو ہنستا ہے وہ بھی دے سکتا ہے۔ جو روتا ہے وہ بھی دے سکتا ہے بہتیرے جو آرام میں ہیں وہ اس امتحان میں اکثر ناکامیاب رہتے ہیں۔ اور اکثر جو تکلیف میں ہیں کامیاب ہوتے ہیں۔ سُکھ اور دُکھ کسی کے امتحان میں رکاوٹ نہیں ہے یہہ صرف حالات ہیں۔ سُکھ اور دُکھ انسان سے مجبوراً نیکی یا بدی نہیں کراتے۔ یہہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ دولتمند کے پاس بہت دولت ہے۔ اس لئے وہ اس کو ضرور برائی میں صرف کریگا۔ اور یہہ بھی کوئی لازمی امر نہیں ہے کہ غریب محتاج ہے اسواسطے وہ چوری ہی کرکے اپنی ضرورت پوری کریگا۔



واقعات اور رائیں

سکول آف میڈیسن فار کرسچن وومن۔

کل ہندوستان میں پہلا ہی سکول ہے جو لودیانہ میں مسیحی عورتوں کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اگرچہ لاہور۔ آگرہ۔ کلکتہ اور مدراس وغیرہ کئی مقامات میں عورتوں کو علم طب کی تعلیم دی جاتی ہے مگر ان میں عورتوں کو لڑکوں کے ساتھ ملکر بلاتکلف مرد اُستادوں سے تعلیم حاصل کرنی ہوتی ہے۔ ان کالجوں میں عورتوں کی خفا[ظت] زندگی کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی برعکس اُس کے لودیانہ کے میڈیکل سکول میں محض لڑکیاں ہی لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں اور ان کی اُستاد سب عورتیں ہیں۔ لیکن اس سب سے بڑھکر ان کی اخلاقی اور روحانی حالت کی بڑی فکر کی جاتی ہے۔ سب کی سب اُستاد خود دیندار اور خدا پرست ہیں اس واسطے طب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ یہہ بھی کوشش کرتی ہیں کہ ان کی شاگرد بھی دیندار اور خدا پرست بنیں۔ اس سکول کی نیک نامی ملک کے چاروں طرف پھیل گئی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ اس سکول کو کھلے ہوئے اگرچہ چار۔ پانچ برس ہوئے ہیں مگر امید سے بڑھکر ترقی ہوئی ہے آج کل اس میں ۵۴ طالب علم ہیں اور یقین ہے کہ آیندہ اور بھی زیادہ ترقی ہوگی۔ ہندوستانی مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ اس سکول سے فایدہ اُٹھاویں ۔

اب کے سال لودیانہ کے کرسچن بوائز بورڈنگ سکول میں پچھلے سال سے زیادہ لڑکے آگئے ہیں۔ ڈاکٹر اے۔ ایم۔ ویری سکول کے پرنسپل اور مسٹر ایز۔ سی۔ گھوس سکول کے ہیڈ ماسٹر کی کوششوں اور حسن انتظام سے سکول ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ کارخانوں میں زیادہ رونق ہے۔ پڑھائی میں بھی زیادہ کوشش ہوتی ہے۔ لیکن سب سے بڑھکر لڑکوں کے کیرکٹر بنانے میں بڑی سعی کی جاتی ہے۔ مسیحی والدینوں کو مناسب ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی اپنے لڑکوں کو اس سکول میں بھیجا کریں تاکہ بچپن سے ان کے کیرکٹر مسیحی سانچے ڈھالے جاویں ۔

۱۸ اکتوبر کو ملتان شہر کی جیمز ورسٹ کلیسیا میں ایپورتھ لیگ کا جلسہ ہوا۔ اس مشن کی کلیسیاؤں میں پچھلے مہینے میں دو دفعہ اس قسم کے جلسے ہوا کرتے ہیں۔ ہم نمونے کے طور پر کچھہ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اس جلسے میں پیش ہوئیں۔

(۱) لوقا کی انجیل کے آٹھویں باب کے واقعات پر کئی سوالات طیار کئے گئے اور ایک ایک پرچہ پر ایک ایک سوال لکھکر جماعت کے ہر ایک ممبر کو خواہ مرد ہو یا عورت دیا گیا سوال لینے کے بعد ہر ایک نے باری باری سے اپنے اپنے سوال کا جواب دیا۔ جماعت کو کلام سکھلانے کا یہہ اچھا طریقہ ہے ۔

(۲) چند مضامین پڑھے گئے مثلاً "بائبل تحریف نہیں ہوئی" "بائبل کو کس طرح مطالعہ کرنا چاہئے" ایک صاحب نے اخباروں سے چُن کر عمدہ عمدہ خبریں اور نصیحت دینے والے لطائف سُنائے مجوزہ کی ہستی پر اور یہہ کہ وہ لوگوں پر چڑھتے ہیں کہ نہیں مباحثہ کیا گیا ۔

(۳) غیر قوم کے لڑکوں سے عقیدہ۔ مصر کی دس آفتیں اور کیتھی کرزم سُنا گیا ۔

ہماری رائے میں دیہاتی کلیسیاؤں میں جماعتوں کو تعلیم دینے کے واسطے اس قسم کے جلسے بہت ہی مفید اور ضروری ہیں ۔

مسیحی مذہب کا خاصہ ہے کہ وہ جہاں کہیں پہنچتا ہے اس ملک کے اُن لوگوں اور قوموں کو جو پست سمجھی جاتی ہیں اُٹھاکر سرفراز کرتا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں بہت عرصے سے عورتیں پست اور نیچ سمجھی جاتی تھیں اور خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کبھی آدمیوں کے برابر ترقی نہیں کر سکتیں۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی وہاں بجائے خوشی کے ماتم ہوتا تھا بلکہ کئی گھروں میں لڑکی پیدا ہوتے ہی قتل کی جاتی تھی۔ اس ملک میں مسیحی مذہب کو داخل ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور اس عرصے میں اس مذہب نے جو تاثیر اس ملک کی عورتوں پر کی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہم چند عورتوں کا نام پیش کرتے ہیں جس سے سب ناظرین آسانی سے ہمارے دعوے کی تصدیق کر سکیں گے۔ پنڈتہ رامان بائی جو اپنی ہندوستانی بہنوں کے لئے خود انکاری اور محبت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ مسز سوراب جی جس نے وکٹوریہ ہائی سکول کے لئے بڑی محنت کی اور اس کی بیٹی کرنیلیا سوراب جی جو دکن کالج کی پہلی لیڈی گریجوایٹ ہے اور جس نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور اب طاعون کے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ کتاب لکھکر دنیا کو دکھلا دیا ہے کہ ان کی لیاقت کسی صورت میں آدمیوں سے کم نہیں ہے۔ ایک ہندوستانی کالج میں پہلی لیڈی پروفیسر مقرر ہوئیں جن سے نوجوان مرد تعلیم پاتے تھے۔ تورودت مشہور شاعرہ اور کورنیلیا سٹیا[نادن] مشہور مصنف جنہوں نے کلکتہ کے مشہور بیتھون کالج کی لیڈی پرنسپل اور ڈاکٹر گورو بائی مشہور ڈاکٹر جیسی ہندوستانیں بھی ہم پیش کر سکتے ہیں اگر فرصت ہو تو ہندوستان کی مسیحی

مسدس در حمد خداوند یسوع مسیح

اے مطلعِ آفتابِ رحمت ۔ اے خسرو کشورِ شہامت
اے گوہرِ قلزمِ شرافت ۔ اے آبروئے دُرِ سیادت
اے سرور ریاضِ حسن و احسان
ذاتِ تو بجا و بے بہا ہاں

اے مرجعِ ہر قصیدہ و ثنا ہے ۔ مقبول توئی بعز و جا ہے
ذاتِ تو شہِ بے کلاہے ۔ از فضل و کرم بکن نگاہے
سرِ ما ہمہ خم بر آستانت
از لطف ببیں بر عاشقانت

از حسنِ تو روئے عرش روشن ۔ از جودِ تو روئے بحر گلشن
شیطان ز دستِ چاک دامن ۔ جنت از مقدمت مزین
اے سرورِ لشکرِ رسالت
ہر کس ز تو طالبِ حمایت

فضلِ تو نجاتِ اولیا را ۔ وے فخر ز تست انبیا را
اے لطفِ تو جانِ دل صفا را ۔ نامت بدلست حرزِ ما را
جز شوقِ تو نیست در ضمیرم
غیرت دگر کیست دستگیرم

اے بر قدمت فدائے جانم ۔ لطف از دو رہت دگر ندانم
من انور حمد و مدح خوانم ۔ از لطف مسیح کن زبانم
اے ماہِ منیرِ چرخِ امکان
افزائے یقین و نورِ ایمان

راقم
رامانند انور

مناجات بطور ترجیع بند

مسیحا اب مجھے وصل کا دن دکھا ۔ بجائے شبِ ہجر سے کر رہا
تری انتظاری میں جی تھک گیا ۔ دکھا اپنا جلوہ جنابِ خدا

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

مجھے روز و شب تیری ہی یاد ہو ۔ مرا دل تری یاد میں شاد ہو
غم و فکرِ دنیا سے آزاد ہو ۔ فقط ایک تجھسے ہی فریاد ہو

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

ہو یہ آرزو کہ تری لو لگا ۔ سدا ہو مری آنکھ کا تو نصیب
ہے چشمِ باطن مری بینا ۔ نظر آئے چہرے کی تیرے ضیا

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

بنامِ خدا میری فریاد کو ۔ ذرا گوشِ دل سے مسیحا سنو
فراموش مجھکو نہ ہرگز کرو ۔ اگر جاؤ دیس میں بھی مجھے سنگ لو

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

تری میری گو گاہ فرقت رہی ۔ ولے دو نو جانب سے الفت رہی
پیار اور عشق اور چاہت رہی ۔ اور اک دوسرے پہ محبت رہی

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

کبھی خود بخود تو نے ڈھونڈا مجھے ۔ کبھی ڈھونڈتا تو نے دیکھا مجھے
ترے پاس الفت نے کھینچا مجھے ۔ محبت نے تجھ سے ملایا مجھے

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

ہر اک دوسرے کے لئے مرے ہے ۔ تو میرے لئے اور میں تیرے لئے
ترا دم مجھے اور مرا دم تجھے ۔ ہیں اک دوسرے کو سدا ڈھونڈتے

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

قبول اب مری تو بہ فریاد کر ۔ مرے عشق و الفت کو بھی یاد کر
دلِ مضطرب کو مرے شاد کر
مجھے بندِ فرقت سے آزاد کر

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

ترا نام ہو اور میری زبان ۔ ترا کام ہو اور میرا بیان
تری گود میں جا کر نکلے جان ۔ رہے شاد تیرا ثنا خواں یہاں

رہو ساتھ ہر دم مرے اے عزیز
کہ صحبت تری سی نہیں اور چیز

راقم
دینا ناتھ شاد

مثنوی تاریخ وفات جناب مولوی صفدر علی صاحب صفدر مرحوم و مغفور مصنفہ ڈی ۔ این شاد

کرد صفدر از جہاں قطعِ مکاں ۔ رفت صفدر در صفِ کرّوبیاں
گو نہ صفدر در جہاں زندہ بماند ۔ شاعرِ نظمش بے گماں زندہ بماند
شاد او را ندا بخرمش تزد رب ۔ رفت صفدر با صفِ مشتاقِ رب
۱۰ ۔ ۹۹

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہلِ شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہلِ شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی کی ایک ہی شخص کے نام معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ کی کاپی	[illegible]
نصف ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
نصف ضمیمہ	[illegible]
طالب علموں کیلئے جو پادری یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
نصف ضمیمہ	[illegible]

پادری ای ۔ ایم ۔ ویری صاحب ڈی ۔ ڈی ۔ اڈیٹر و مہتمم اخبار نور افشاں کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم ۔ ولی کے اہتمام سے چھپا ۔